بہارِ تحریر

Part 13

علمی، تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ



BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

PUBLISHED BY
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

بہارِ تحریر

Part 13

علمی، تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ

BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

PUBLISHED BY
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

Contents

تکلیف دینے والے

کسی کو تکلیف دینا بہت بُری بات ہے۔
آپ نے جو تکلیف کسی کو پہنچائی ہے وہ نہ جانے اسے کہاں پہنچا دے؟

ہم کیا کہیں کہ تکلیف دینا کتنا بڑا جرم ہے...
ایک مسئلہ شاید آپ نے سنا ہو گا جو فقہ کی کتابوں میں آداب مسجد کے حوالے سے ملتا ہے کہ:

و یمنع منہ کل موذ و لو بلسانہ

(در مختار)

یعنی مسجد (میں جانے) سے ہر ایذا (تکلیف) دینے والے کو روکا جائے گا اگرچہ وہ زبان سے ایذا دے۔

تکلیف دینے والے کبھی سکون سے نہیں رہ سکتے ان کا سکون جاتا نہیں بلکہ جلد چھین لیا جاتا ہے۔
ہم جان کر اور بعض اوقات انجانے میں کسی کو تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔
ہمیں ابھی ارادہ کر لینا چاہیے کہ بغیر کسی شرعی وجہ کے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے چاہے وہ لکھ کر ہو، بول کر ہو یا کسی اور طریقے سے۔

اللہ تعالی ہمیں کسی کی دل آزاری کا سبب بننے سے بچائے۔

عبد مصطفیٰ

حق بولنے سے نہ ڈریے

چاپلوسی کا بازار گرم ہے،
کئی پڑھے لکھے لوگ بھی دہی میں سہی ملانے کے عادی ہو چکے ہیں تو ایسے میں حق بولنا جہاد سے کم نہیں۔
اللہ تعالی نے جنھیں حق گوئی کی دولت عطا فرمائی ہے وہ بیان کرنے میں کسی سے نہیں ڈرتے۔
مخالفت تو ہوتی ہے اور پریشانیاں سامنے آتی ہیں پر بنا کسی کا لحاظ کیے حق بولنے والے یاد رکھے جاتے ہیں۔
حق بولنے میں کسی سے نہ ڈریے
کوئی آپ کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟

جب مخالفتوں کا طوفان دکھائی دے اور آپ کو گرانے کے لیے کوششیں کی جارہی ہوں تو یاد کرلیں کہ آپ اکیلے نہیں۔
اگر بگاڑنے والے ہیں تو پھر سنوارنے والے بھی ہیں۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر گنگناتے رہیے اور حق کی صدا بلند کرتے رہیے۔

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

عبد مصطفی

حقیقت

انسان جو دیکھتا ہے اسے ہی حقیقت سمجھ لیتا ہے۔
کتنی عجیب بات ہے نا کہ ہمارے ایمان کا اکثر حصہ ایسی باتوں پر مشتمل ہے جو ہم نے دیکھا ہی نہیں!
دکھائی دینے والی ہر چیز حقیقت نہیں ہوتی،
حقیقت بالکل دور نہیں ہمارے سامنے ہے۔

حقیقت میں خود کو دیکھا جا سکتا ہے اور اس سے خود کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔
حقیقت ایک آئینہ ہے جس کے لیے ظاہری آنکھیں بھی شرط نہیں۔

یوں کہَ لیں کہ یہ ایک احساس ہے جسے محسوس کیا جا سکتا ہے۔
اگر حقیقت پر ان چھوٹی سی آنکھوں سے قبضہ کرنا چاہیں تو یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی انتہا نہیں۔

حقیقت کو دیکھنے کے لیے دل ضروری ہے،
ایک ایسا دل جو دیکھ سکے ورنہ یہ آنکھیں دریا کو سمندر سمجھ لیتی ہیں۔

عبد مصطفیٰ

حسد اور اس کی تباہ کاریاں

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرشِ اعظم کے سائے میں دیکھا تو آپ نے اس کے مرتبہ پر رشک کیا اور فرمایا یہ شخص رب کی بارگاہ میں مکرم و معظّم ہے۔

پھر اللہ تعالی سے سوال کیا کہ اس کا نام کیا ہے اور یہ نیک کون ہے ؟ تو اللہ تعالی نے اس کے نیک کاموں میں تین نیک کام کو ظاہر فرمادیا: ایک یہ کہ خدا کسی کو نوازتا ہے تو یہ شخص حسد نہیں کرتا،
دوسرا یہ کہ یہ شخص اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا اور
تیسرا یہ کہ اس شخص نے کبھی چغل خوری نہیں کی۔

(احیاء العلوم، ج3، ص422)

امام غزالی رضی اللہ تعالی عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے۔ میرے فیصلے سے ناراض ہوتا ہے اور میں نے اپنے بندوں کے درمیان تو تقسیم کی ہے وہ (حاسد) اس تقسیم پر راضی نہیں ہوتا۔

(احیاء العلوم، ج3، ص422)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اس بات کا ڈر ہے کہ:

ایکثر فیھم المال فیتحاسدون و یقتتلون

(لسان المیزان، ج2، ص75)
یعنی ان میں مال کی کثرت ہو جائے گی تو پھر ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

پیارے بھائیوں! حسد کرنا، ماں باپ کی نافرمانی اور چغل خوری یہ تینوں عمل جہنم میں لے جانے والے ہیں اور اگر ان میں سے ایک عمل بھی کسی شخص میں موجود ہے تو وہ ایک عمل ہی جہنم تک پہنچانے کے لیے کافی ہے۔

افسوس صد افسوس!

آج مسلمانوں میں یہ تینوں برے عمل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ان تینوں برے کاموں سے ہم کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

عبد مصطفی

عشق کا سفر

حضرت سرّی سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک پرچہ دیا اور کہا کہ یہ تمھارے لیے 700 قصّوں یا بلند پایہ باتوں سے بہتر ہے۔
اس پرچے میں لکھا تھا:

و لما ادعیت الحب قالت کذبتنی
فما لی اری الأعضاء منک کواسیا
فما الحب حتی یلصق القلب بالحشا
و تذبل حتی لا تجیب المنادیا
و تنحل حتی لا یبقی لک الھوی
سوی مقلة تبکی بھا و تناجیا

"یعنی جب میں نے محبت کا دعویٰ کیا تو محبوبہ نے کہا کہ تو نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تیرے اعضاء(Body Parts) اسے چھپا نہیں سکتے،
محبت میں تو دل انتڑیوں کے ساتھ چپک جاتا ہے اور اتنا مرجھا جاتا ہے کہ پکارنے والے کو جواب تک نہیں دے سکتا۔
اور تو اس قدر کمزور ہو جائے کہ محبت تیری آنکھوں کے سوا کچھ نہ چھوڑے اور اسی سے روئے اور اسی کے ذریعے بات کرے"

(رسالہ قشیریہ، ص554)

حقیقی محبت انسان کو حقیقت کا نظارہ کرواتی ہے۔
اس کے لیے خود کو عشق کی آگ میں جلانا پڑتا ہے۔
یہ سفر سخت ہے پر اسے طے کرنے والے جو مناظر دیکھتے ہیں اس کی لذّت وہی جانتے ہیں۔

عبد مصطفیٰ

غیبت

حضور ضیاء الملت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کی مجلس میں کوئی غیبت نہ کر سکتا تھا۔ اگر کوئی جرات کرتا تو آپ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے لگتے اور کسی نہ کسی طرح اس کو غیبت سے روک دیتے۔ ہماری محفلوں میں غیبت کا رواج ہے،

اپنوں کی غیبتیں
غیروں کی غیبتیں
محسنوں کی غیبتیں
بزرگوں کی غیبتیں
گویا غیبت اوڑھنا بچھونا ہو گیا!
خود بگڑتے ہیں، دوسروں کو بگاڑتے ہیں!

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ کا دامن عصمت غیبت سے بالکل پاک تھا،
نہ غیبت سنتے نہ غیبت کرتے،
وہ ملتے بھی تھے ملاتے بھی تھے،
ہم اپنوں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور دور کرتے چلے جلاتے ہیں۔

(خلفائے محدثِ بریلوی از ماہر رضویات مسعود ملت ڈاکٹر مسعود احمد نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک ہم ہیں جن کی کوئی مجلس بغیر غیبت کے نہیں ہوتی!
جب کبھی چار لوگ ملے غیبت سننے سنانے کا بازار گرم اور محسوس تک نہیں کرتے کہ ہم کتنی آسانی سے دوزخ کا سامان اکٹھا کر رہے ہیں۔ کاش ہمیں فکر آخرت نصیب ہو جائے۔ کچھ کہنے سننے سے پہلے ذرا سوچیں کہ کیا کہہ سن رہے ہیں،
یہ کہنا سننا اللہ پاک کی نافرمانی کا باعث تو نہیں؟
عبد مصطفی تراب الحق قادری

عظمتِ صحابہ

اللہ تعالی نے اُنھیں حضور ﷺ کے (وصال کے) بعد (زمین میں آپ ﷺ کا) خلیفہ بنایا اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنھم، جمیع امت کے لیے باعث برکت ہیں۔

اللہ تعالی نے (ان صحابہ ہی کے متعلق) فرمایا ہے: اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے۔

کہا جاتا ہے:
جس نے حضرت ابو بکر سے محبت کی اس نے دین کی اقامت کا فریضہ سر انجام دیا۔ جس نے حضرت عمر سے محبت کی اس نے راہ دین کو واضح کیا۔
اور جس نے حضرت عثمان سے محبت کی وہ نور الٰہی سے مستنصر ہوا اور جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت کی اس نے دین کی پختہ رسّی کو مضبوطی سے تھام لیا۔
جس شخص نے حضور ﷺ کے صحابہ کے بارے میں کلمات خیر کہے وہ نفاق سے بری ہو گیا۔
ان صحابہ میں سے ایک کے اتنے فضائل ہیں جو اپنی کثرت کے باعث حدِ شمار سے باہر ہیں۔

رسول ﷺ نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے اور اُنھیں ستاروں سے تشبیہ دی ہے۔ اس تشبیہ کے ذریعے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اُن کے امور دین میں (حصول رہنمائی کے لیے) صحابہ کی اقتدا پر ابھارا ہے جیسے کہ وہ اپنے دنیاوی امور میں اپنی ضروریات کے لیے بحر وبر کی تاریکیوں میں (راستہ جاننے کے لیے) ستاروں سے رہنمائی لیتے ہیں۔

رسول ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے صحابہ کی مثال آسمان پر ستاروں جیسی ہے، ان میں سے جس کو بھی تھاموگے ہدایت پا جاؤ گے اور میرے صحابہ کا اختلاف (بھی) تمہارے لیے باعث رحمت ہے۔
حضرت نُسیر ذعلوق رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب کو برا مت کہو، کیونکہ صحابہ میں سے کسی ایک کا (حضور ﷺ کی صحبت میں گزرا ہوا) ایک لمحہ تمھاری زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے (تمام رسولوں میں سے) مجھے چنا اور میرے واسطہ سے (پوری امت میں سے) میرے صحابہ کو چنا سو اس نے ان میں سے میرے لیے وزراء، معاونین و مددگار اور سسرالی رشتہ دار بنائے لہٰذا جس نے انھیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے روز اللہ تعالی اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی خامیاں اور برائیاں بیان نہ کیا کرو کہ ان کے حوالے سے تمھارے دل باہم اختلاف کا شکار ہو جائیں گے؛ بلکہ میرے صحابہ کے محاسن اور خوبیوں کا تذکرہ کیا کرو یہاں تک کہ تمھارے دل ان کی نسبت باہم اکٹھے ہو (کر متفق ہو) جائیں۔

(اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس، 7362/5/ الرقم 31)

ماخوذ: عظمتِ صحابیت اور حقیقتِ خلافت

حاصل کلام یہ ہے کہ عظمتِ صحابہ بہت ہی بلند و بالا ہے۔
دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توہین صحابہ رضی اللہ عنہ سے محفوظ فرمائے۔

عبد مصطفی دلبر راہی اصدقی

اکیلے زندگی کا سفر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگ تنہا سفر کرنے کے اس نقصان کو جان لیتے جسے میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات کو تنہا سفر نہ کرتا۔
(بخاری،2998)

یہاں سوار کو تنہا سفر سے منع کیا گیا ہے تو ایک سوال یہ ہے کہ کیا جو پیدل ہو وہ سفر کر سکتا ہے؟
علما فرماتے ہیں کہ جو پیدل ہو اس کے لیے تو زیادہ منع ہو گا کہ اکیلا سفر کرے کیونکہ سوار کو سواری (کے جانور) سے انس (محبت، راحت) حاصل ہوتا ہے اور پیدل انس سے خالی ہوتا ہے۔

یہ تو رات کا سفر ہے کہ اکیلے کرنا اچھا نہیں پھر زندگی کا سفر جس میں تاریکیوں سے بھرے رستے ہیں، ان کو اکیلے پار کرنا کس طرح مناسب ہو سکتا ہے،
اکیلا انسان اکیلا ہوتا ہے، اگر ایک ہمسفر ہو تو راستے آسان ہو جاتے ہیں۔

علما لکھتے ہیں کہ اکیلے پیدل سفر کرنے والا اگر راستے میں سو جائے تو اس کو جگانے والا کوئی نہیں ہو گا اور اگر اس پر کوئی مصیبت آ جائے تو مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

(دیکھیے نعم الباری شرح صحیح بخاری)

خاص لوگوں کی بات تو جدا ہے کہ وہ تنہا نہیں ہوتے، انھیں اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضور نے سفر کی دعا فرمائی کہ اے اللہ سفر میں تو میرا ساتھی ہے۔
(مسلم)

عام لوگوں کو ہر سفر میں ہمسفر کی ضرورت ہے،
ایمان و عقیدے کے لیے صالحین کا ساتھ چاہیے،
ایک بچے کو والدین کا ساتھ چاہیے،
پروان چڑھنے کے لیے اچھی صحبت چاہیے،

ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ کی ضرورت ہے،
ایک عورت کو ایک مرد بطورِ ہمسفر چاہیے،
کبھی ایک دوست تو کبھی ایک دشمن کی شکل میں بھی ہمسفر کی ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس زندگی کے سفر کو آسان فرمائے۔

عبد مصطفی

نظامِ تعلیم کے متعلق اعلیٰ حضرت کے نظریات

(1) عظیمُ الشّان مَدارِس کھولے جائیں، با قاعدہ تعلیمیں ہوں۔
(2) طَلَبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ (یعنی مائل) ہوں۔
(3) مُدَرِّسوں کی بیش قرار (یعنی معقول) تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔
(4) طبائع طَلَبہ (یعنی طَلَبہ کی صلاحیتوں) کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اُس میں لگایا جائے۔ یوں اُن میں کچھ مُدَرِّسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنّفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مُناظرہ میں بھی توزیع (تقسیم کاری) ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔
(5) اُن میں جو تیّار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وَعظاً و مُناظَرۃً اِشاعتِ دین و مذہب کریں۔
(6) حمایتِ (مذہب) و رَدِّ بد مذہباں میں مُفید کُتُب و رسائل مُصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
(7) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔
(8) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں، جہاں جس قسم کے واعِظ یا مُناظِر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبیِ اعداء (یعنی دشمنوں کے رد) کے لئے اپنی فوجیں، میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔
(9) جو ہم میں قابل کار، موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مُقرّر کر کے فارِغُ البال (یعنی خوشحال) بنائے جائیں، اور جس کام میں اُنہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
(10) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
(فتاوی رضویہ، ج29، ص599)

عبد مصطفیٰ دانش شاہان

اپنوں کو دشمنوں کے سامنے رسوا نہ کیجیے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگی لشکروں کے امرا(Head, Commanders) کو لکھ کر بھیجا کہ:

کوئی بھی امیرِ لشکر چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا کسی مسلمان پر حد (اسلامی سزا) جاری نہ کرے جب تک اس کا لشکر دشمن کے حدود (Boundaries) سے نہ نکل جائے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ دشمنوں کے سامنے سزا پانے کے سبب غیرت میں آکر خدانخواستہ مشرکین سے مل جائے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الجھاد، ج5، ص134، ح9433 بہ حوالہ فیضان فاروق اعظم)

اگر کوئی اپنا، سزا کے قابل بھی ہو تو اسے اپنوں کے بیچ سزا دینی چاہیے یا کوئی غلطی ہو تو سب کے سامنے رسوا کرنے کے بجائے تنہائی میں اس کی اصلاح کرنی چاہیے تاکہ وہ اپنا ہی رہے، غیروں کا نہ ہو جائے۔

عبد مصطفیٰ

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا شوق مطالعہ

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:
مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں کبھی راستے میں بچوں کے ساتھ زور زور سے ہنستا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ چھٹے سال کی عمر میں مکتب میں میرا داخلہ ہوا، سات سال کی ابھی عمر تھی کہ میں جامع مسجد کے سامنے میدان میں چلا گیا، وہاں کسی تماشہ دکھانے والے کا تماشہ نہیں دیکھتا تھا بلکہ محدث کے درس حدیث میں شریک ہوتا تھا۔ وہ حدیث کی، سیرت کی جو بات کہتے تھے وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی تھی۔ گھر آکر اس کو لکھ لیتا تھا۔ بچے دریائے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے تھے اور میں کسی کتاب کے کچھ صفحات لے کر ایک طرف نکل جایا کرتا تھا اور الگ تھلگ بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو جایا کرتا تھا۔ میں اساتذہ اور بزرگان دین کی مجلسوں میں حاضری دینے کے لیے اس قدر جلدی کرتا تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی۔ میری صبح و شام اس طرح گزرتی تھی کہ کھانے کا کوئی انتظام نہ ہوتا تھا۔

مزید فرماتے ہیں کہ میری طبیعت کتابوں کے مطالعہ سے کسی طرح سیر نہیں ہوتی تھی۔ جب کوئی نئی کتاب پر نظر پڑ جاتی تھی تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ اگر میں کہوں کہ میں نے طالب علمی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو کوئی محال نہیں۔ مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے ہمارے اکابرین کے حالات و اخلاق، ان کی اعلی ہمت، قوت حافظہ، ذوق عبادت اور بے پناہ علوم کے ذخیرے کا ایسا علم حاصل ہو جاتا تھا جو کتابوں کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنے زمانہ کے لوگوں کی کم علمی معلوم ہونے لگی اور اس وقت کے طالب علموں کی کم ہمتی کا اندازہ ہو گیا۔ میں نے مدرسہ نظامیہ کے پورے کتب خانہ کا مطالعہ کیا جس میں چھ ہزار کتابیں تھی، اسی طرح بغداد کے مشہور کتب خانے کتب الحنفیہ، کتب الحمیدیہ، کتب عبد الوہاب، کتب ابو محمد وغیرہا جتنے کتب خانے میری دسترس میں تھے سب کا مطالعہ کر ڈالا۔

(ملخصًا: بزرگان دین کا شوق مطالعہ، مفتی قاسم قادری، ص: 10-11)

اللہ کریم ان کے صدقے ہمیں علم دین حاصل کرنے کا ذوق و شوق عطا فرمائے، آمین۔

محمد واصف مارفانی

کوئی شارٹ کٹ نہیں

جدوجہد کرنی پڑے گی، جلنا ہو گا،
دن رات ایک کرنا پڑے گا، یہ دنیا ہے کہ دار العمل ہے، اگر آپ بس بیٹھے بیٹھے کاپی پیسٹ سے کامیابی چاہتے ہیں تو میدان عمل میں آپ کی کوئی جگہ نہیں، آپ کو خوابوں کی دنیا سے باہر آنا ہو گا۔

کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے کامیابی کے لیے، آپ کو رگڑا لگانا ہو گا، کوئی بھی کام کریں لیکن لگن سے کریں، اب کوئی ناامیدی نہیں، کوئی مایوسی نہیں۔

اگر آپ نے 5 کلومیٹر کا ٹارگیٹ لیا ہے تو اسے 10 کر دیجیے، اگر 10 نہ ملے تو 50 کیجیے اور 50 بھی نہ لے تو اب وقت ہے کہ لمٹس کو اور بڑھا دیا جائے،
رکنے والا مر گیا، چلنے والے مر کر زندہ ہیں،
آگے بڑھیں، جدوجہد جاری رکھیے۔

بس کسی ایک شے کو حاصل کرنا آپ کی زندگی کا مقصد نہیں آپ کو سب لے کر چلنا ہے،
آل راؤنڈر بننا ہو گا،
جس سے ہیزی ٹیٹ (Hesitate) ہوتے ہیں، اسی کو بار بار کیجیے، پریکٹیکل آج نہ کل آپ کو پرفیکٹ بنا دے گی۔

عبد مصطفیٰ

عورتوں کے کارنامے

نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد کافروں کی سرکشی بڑھ گئی اور ان کی طرف سے پہنچائی جانے والی اذیتوں کو مسمانوں نے بہت برداشت کیا۔
جہاں صحابہ کرام نے ان مظالم کے خلاف صبر واستقامت کے جوہر دکھائے وہیں صحابیات نے بھی ایسے صبر کا مظاہرہ کیا کہ ایک تاریخ رقم کردی۔

تاریخ ان کی جراتوں اور بے باکی پر آج بھی حیران ہے!
وہ ایک خاتون ہی تھی جنھوں نے دین حق کی خاطر سب سے پہلے خون کا نظرانہ پیش کیا۔
خواتین نے اپنے گھر بار لٹائے، خون کے رشتوں کو خوشی خوشی موت کے حوالے کر دیا، اپنے بچوں اور اہل خانہ کو اپنی نظروں کے سامنے سولی پر لٹکتے دیکھا!
تیروں، تلواروں، خنجروں سے لہولہان کیے جانے پر بھی ماتھے پر شکن نہ آنے دیا،
اپنی آبائی سرزمین کو چھوڑ کر ہجرت فرمائی،
صحرا، دھوپ، اندھیروں میں بھوک پیاس کی شدت برداشت کی،
اپنی جانوں تک کو قربان کرکے دین کی شاخوں کو استقامت کے اوراق پر روشن کیا۔
تاریخ آج بھی ان کی قربانیوں کی شاہد ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
"یعنی ہم نہیں جانتی کے کسی مہاجرہ عورت نے ایمان لانے کے بعد منھ پھیرا ہو"
یہ وہ پاکیزا خواتین ہیں کہ جنھوں نے دین کی پاسداری میں اہم کردار ادا کیا۔

زمانۂ جاہلیت میں ایسے کئی بے جا رسم و رواج تھے جن سے معاشرے میں بڑے سنگین مسائل پیدا ہوتے تھے۔ امہات المومنین نے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے تحت اپنی حیات طیبہ میں بے شمار قولی و فعلی خدمات انجام دیں۔ خواتین کے مسائل و معاملات ہی نہیں بلکہ قرآن و سنت کو محفوظ کرنے اور امانت داری کے ساتھ ان کو امت تک منتقل کرنے میں بھی زبردست فریضہ سرانجام م دیا۔
اور جب دوسری صدی ہجری میں پورے عالم اسلام میں احادیث کی روایت و تدوین کا سلسلہ شروع ہوا تو جن خواتین کے پاس مجموعے تھے ان سے وہ حاصل کیے گئے۔ حدیث کی تحصیل کے لیے مردوں میں محدثین و

رواۃ کی طرح عورتوں نے بھی گھر بار چھوڑ کر دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور ان عورتوں کے لیے محدثین و شیوخ کی درس گاہوں میں مخصوص جگہیں رہا کرتی تھیں جس میں وہ مردوں سے الگ رہ کر سماع کرتی تھیں اور اسی طرح انھی عورتوں میں سے بہت سی حافظہ، قاریہ اور علم تفسیر وغیرہ میں مہارت رکھتی تھیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ میدان وعظ و نصیحت میں بھی عورتوں نے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔
نیز رشد و ہدایت، تزکیہ نفس، شعر وادب، خطاطی و کتابت وانشاء، اذکار کی تعلیم و تربیت میں بھی بہت زیادہ نمایاں تھیں اور رہیں۔

چوتھی صدی میں قرآنی مدارس کا انتظام ہوا۔ بنات الاسلام کی طرف سے سب سے پہلا قرآنی مدرسہ مسجد اقصیٰ کے شہر فاس میں ۲۴۵ھ میں قائم ہوا جو آج بھی جامعہ قزوین کے نام سے موجود ہے اور اس کی برکت سے کئی عورتیں علوم دینیہ کی طرف شوق و ذوق کے ساتھ متوجہ ہوئیں اور اسلام کی سربلندی اور اشاعت علم میں خوب خدمات انجام دیں.

آج بھی خواتین کو چاہیے کہ قرآن کے بنیادی علوم سیکھیں کیونکہ قرآنی علوم کا سیکھنا فرض ہے کہ اسی کے تحت جملہ علوم ہیں۔ معیشت، سائنس یا دوسرے علوم جنھیں عصری علوم کہا جاتا ہے ان کا سیکھنا ثانوی حیثیت رکھتا ہے وہ بھی کئی قیودات کے ساتھ مگر دینی علوم بے حد ضروری ہیں۔
افسوس ہم اس بات کا انکار نہیں کرسکتے کہ عورتیں مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگین اور بس نام کی آزادی کے نشے میں چور ہو کر علوم دینیہ سے کوسوں دور ہو چکی ہیں اور جب المیہ یہ ہے تو پھر کارناموں پر کہنا مزید تکلیف کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالی ایمان رکھنے والی عورتوں کو مقصد زندگی اور ایمان کی چاشنی عطا فرمائے، صحابیات کا فیض ان پر نازل فرمائے۔

دختر ملت جناب غزل صاحبہ

عقل کا آئینہ

منقول ہے کہ تجربہ عقل کا آئینہ ہے اسی لیے بوڑھے افراد کی رائے کی تعریف کی جاتی ہے یہاں تک کہا جاتا ہے کہ بوڑھے افراد وقار کا درخت ہوتے ہیں، وہ نہ تو بھٹکتے ہیں اور نہ ہی بے عقلی کا شکار ہوتے ہیں۔
بوڑھے افراد کی رائے کو اختیار کرو کیونکہ کہ ان کے پاس عقل و دانائی نہ بھی ہو تو زندگی بھر کے تجربات کی بدولت ان کی رائے دوسروں سے اچھی ہوتی ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ عقل، عقل والوں کے لیے زینت ہے لیکن عقل کا کمال طویل تجربوں سے حاصل ہوتا ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

ترجمہ: جب کوئی شخص بغیر آفت کے طویل عمر گزارے تو زندگی اسے عقل کا تحفہ دیتی ہے۔

عامر بن عبد قیس کا قول ہے: تمہاری عقل تمہیں بے فائدہ کاموں سے روکے تو تم واقعی عقل مند ہو۔
منقول ہے کہ حقیقی عزت عقل کے ذریعے ملنے والی عزت ہے جبکہ حقیقی مال داری دل کی مال داری ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ عقل مند جہاں بھی ہو اپنی عقل کی بدولت گزارا کر لیتا ہے جیسا کہ شیر جہاں بھی ہو اپنی قوت کے ذریعے زندگی بسر کر لیتا ہے۔
(دین و دنیا کی انوکھی باتیں، صفحہ / 51)

عبد مصطفی

کنوارا یعنی مسکین

آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مِسْكِينٌ مِسْكِينٌ رَجُلٌ لَيْسَتْ لَهُ امْرَأَةٌ". قِيلَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا ذَا مَالٍ؟" قَالَ: "وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا مِنَ الْمَالِ"، قَالَ: "وَمِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ امْرَأَةٌ لَيْسَ لَهَا زَوْجٌ"، قِيلَ: "يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنْ كَانَتْ غَنِيَّةً أَوْ مُكْثِرَةً مِنَ الْمَالِ؟" قَالَ: "وَإِنْ كَانَتْ."

مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو،

عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! اگرچہ (وہ مرد) مال والا امیر (Rich) ہو؟

فرمایا: ہاں، اگرچہ مال والا امیر ہو!

پھر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسکینہ ہے، مسکینہ ہے وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو،

عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! چاہے وہ (عورت) امیر ہو یا زیادہ مال والی ہو؟

فرمایا: ہاں (چاہے مال والی) ہو۔

(شعب الایمان للبیہقی، متوفی 458 ہجری، حدیث نمبر: 5097، جلد نمبر: 7، صفحہ نمبر: 338، پبلیکیشن: مکتبۃ الرشد، ریاض، 1st ایڈیشن، 1423 ہجری بمطابق 2003 عیسوی)

عبد مصطفی قاسم القادری

پہلے تولو بعد میں بولو

ایک بادشاہ نے خواب دیکھا تو تعبیر بتانے والوں کو بلایا اور اپنا خواب سنایا، ایک نے کہا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کا بیٹا، پوتا اور پڑپوتا آپ کی نظروں کے سامنے مریں گے، بادشاہ کو یہ سُن کر بڑا غصہ آیا اور اُسے قید میں ڈلوادیا، پھر دوسرے سے تعبیر پوچھی تو وہ پہلے شخص کا حال دیکھ چکا تھا اس لیے دوسرے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہنے لگا: آپ اپنے بیٹے، پوتے اور پڑپوتے کی تاج پوشی کی رَسْم اپنی آنکھوں سے مُلاحَظہ فرمائیں گے، بادشاہ اس کی بات سن کر خوش ہوا اور اسے اِنعام واِکرام سے نوازا۔

غور کیجیے کہ دوسرے کی تعبیر پہلے سے مختلف نہیں تھی صرف الفاظ کا فرق تھا کہ بیٹا فوت ہو گا تو پوتے کی اور پوتے کا انتقال ہو گا تو پڑپوتے کی تاج پوشی ہو گی۔ لیکن پہلے کو اپنے الفاظ کی وجہ سے سزا ملی اور دوسرے کو مناسب لفظوں کے اِنتِخاب نے اِنعام دلوادیا۔

کس سے، کس وقت اور کس انداز میں کیا گُفتگو (conversation) کرنی ہے؟ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے۔ انسان جب بولتا ہے تو کبھی کسی کے دل میں اُتر جاتا ہے اور کبھی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے دل سے اُتر جاتا ہے، لہٰذا "پہلے تولو بعد میں بولو" پر عمل کرنا چاہیے۔

اپنی گفتگو میں جان ڈالنے کے لیے دورانِ گُفتگو مناسب الفاظ کا استعمال کیجیے، جیسے "اندھے" کی جگہ "نابینا"، "بوڑھے" کی جگہ "بُزُرگ"، "فلاں مر گیا" کی جگہ "فلاں کا اِنتِقال ہو گیا"، "کیوں آئے ہو؟" کی جگہ "کیسے تشریف لائے؟"، "مصیبت میں پڑ گیا" کی جگہ "آزمائش میں آگیا"، "آپ غلط کہہ رہے ہیں" کی جگہ "میری ناقص رائے یہ ہے کہ یہ بات اس طرح ہے"، "آپ میری بات نہیں سمجھے" کی جگہ "شاید میں اپنی بات سمجھا نہیں پایا" وغیرہ الفاظ استعمال کیجیے اور اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔

بات کرتے وقت یہ بھی پیشِ نظر رکھیے کہ زبان سامنے والے کے منہ میں بھی ہے،
اور اس کی بات بھی سنئے کیونکہ گفتگو اسی کا نام ہے کہ کبھی ایک بولے اور دوسرا سنے تو کبھی دوسرا بولے اور پہلا سنے۔
اگر آپ اپنی ہی سناتے چلے جائیں گے تو وہ دوبارہ آپ کو دیکھتے ہی راستہ بدل سکتا ہے۔

آخری بات یہ کہ پُر سکون لہجے کا استعمال، سمجھنے اور سمجھانے میں مدد گار ہوتا ہے، چنانچہ اچھی سے اچھی گفتگو بھی اگر خراب لہجے میں کی جائے تو سننے والے کو ناگوار گزرے گی۔ دورانِ گفتگو اپنی آواز کے اُتار چڑھاؤ پر نظر رکھئے، لوگ جلدی آپ کی بات سمجھ جائیں گے، آواز کی بُلندی و پستی آپ کی بلندی و پستی کا سبب بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں فضول گوئی سے محفوظ رکھے۔

عبد مصطفیٰ دانش شاہان

کتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے؟

سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت عقائد کا علم حاصل کرے۔
عقائد کے باب میں ایک یا دو باتیں نہیں ہیں بلکہ کئی باتیں آجاتی ہیں،
کچھ باتیں بنیادی اور مشہور ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں کہ علمی اور تفصیلی ہیں۔
اب ہر شخص پر یہ ضروری نہیں کہ وہ گہرائی میں جا کر باریک باتوں کا علم حاصل کرے بلکہ بنیادی عقائد کو سمجھ لینا ضروری ہے۔
اب جب عقائد کا علم آجائے تو بنیاد تیار ہو گئی پھر باری آتی ہے عمل کی یعنی جو بنیاد تیار ہوئی تھی، اب اس پر دیواریں کھڑی کرنی ہیں۔
اب اعمال بجالانے کے متعلق ضروری مسائل کا علم کرنا بندے پر لازم ہے ورنہ وہ کسی عمل کو ادا کیسے کریں گے؟
نماز فرض ہوئی تو نماز کے متعلق مسائل کا علم حاصل کرنا ضروری ہو گا،
روزہ رکھنا ہے تو روزے کا،
اگر مال ہے اور زکوٰۃ فرض ہو گئی تو زکوٰۃ کا،
نکاح کی باری آئی تو اس سے متعلق مسائل کا اور جن جن عبادات کو ادا کرنا ہوا تو اس کے متعلق علم حاصل کرنا ہو گا۔

ایک بات یہ جان لینا چاہیے کہ پہلے جن باتوں کا علم حاصل کرنا ضروری ہے ان پر توجہ دی جائے اور ایسے مسائل سے فی الحال پرہیز کیا جائے جن کی ضرورت تو ہے لیکن فی الحال نہیں اب کسی پر زکوٰۃ فرض نہیں نماز فرض ہے اور وہ نماز کے مسائل کا علم نہیں رکھتا اور زکوٰۃ کے مسائل سیکھ رہا ہے تو یہ مناسب نہیں کہ پہلے ضرورت ہے نماز سیکھنے کی نہ کہ زکوٰۃ کے مسائل لے کر بیٹھ جائے۔

عبد مصطفیٰ آفیشل

خواتین اور دین کے لیے قربانیاں

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

حضرت عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہ مکہ میں مغیرہ قبیلے کی ایک کنیز تھی۔ اسلام قبول کرنے میں ان کا ساتواں نمبر ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلام قبول کرنا گویا ہر قسم کے جور و ستم کو دعوت دینا تھا اور یہ تو ویسے بھی ایک کنیز تھیں۔

جیسے ہی انھوں نے اسلام قبول کیا ان پر ظلم و تشدد کا ایک طوفان امڈ پڑا۔ کفر و شرک پر مجبور کرنے کے لیے ان کے قبیلے اور قریش نے ہر طریقے آزمائے، ہر کوشش کر کے دیکھی مگر ناکام رہے۔
سمیہ صنف نازک تھیں، اسی سال ضیعفہ ہونے کے باوجود بھی گھر گھر جا کر دین کی دعوت کو عام کرتیں، لوگ ان کا مذاق اڑاتے اور کفار مکہ نے ان پر بہت ظلم کیا کرتے، یہاں تک کہ لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے لیکن ان کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔ ایمان قبول کرنے کے بعد نہ کبھی بتوں کا خیال آیا اور نہ ہی انھوں نے دنیا کے آقاؤں کی پرواہ کی۔

ایک روز دن بھر کی اذیت کے بعد شام کو گھر آئیں تو ابو جہل مل گیا، اس نے گالیاں دینا شروع کر دی اور کلمہ نہ پڑھنے کی تاکید کی تو حضرت سمیہ نے سینہ تان کر کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور غصے میں آکر ابو جہل نے آپ کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ آپ شہید ہو گئیں مگر قیامت تک کے لیے عورتوں کا سر فخر سے بلند کر گئیں۔
یہ ایک جانباز مسلمان عورت کا پہلا خون تھا جس سے خدا کی زمین رنگین ہو گئی۔
(دیکھیں الاستیعاب، الاصابہ اور جنتی زیور وغیرہ)

ہمارے اسلاف کی پوری زندگیاں قربانیوں کا مرکب ہے۔ جب بھی دین کے نام پر کسی پیاری سے پیاری چیز کو قربان کرنے کا موقع آیا وہ اس میں قعطا ہچکچاہٹ محسوس نہ فرماتے۔ قربانی کے بعد ان کی زبان پر شکوہ شکایت نہیں بلکہ الفاظ شکر ہی جاری ہوا کرتے تھے۔

ارشادے باری تعالی ہے:

کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد (یعنی حالت) نہ آئی۔
(ترجمہ کنزالایمان: پ3۔214)

دین کے کام میں ہمیں جب بھی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے خود کو تیار رکھنا چاہیے اور معاذ اللہ بوجھ اور مصیبت تصور نہیں کرنا چاہئیے۔ جو تکلیفیں ہم سے پچھلوں پر گزری اس کی بنسبت یہ کچھ نہیں اور اس کے بدلے حاصل ہونے والے فائدے بے شمار اللہ نے بیان فرمائے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔
ترجمہ کنزالایمان پ:26۔(محمد 7)

جناب غزل

لکھنے والوں کے ساتھ پریشانیاں

ہم لکھتے کیوں ہیں؟
تا کہ اُسے کوئی پڑھے...،
اب ہمارے لکھے کو کوئی کیسے پڑھے گا؟
ہم اُسے عام کریں گے...،
پہلے زمانے کی بات تو الگ تھی پر آج لکھے ہوئے کو عام کرنے کا طریقہ الگ ہے جس میں وقت، مال اور کئی ساتھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

مثال کے طور پر کسی کے پاس کافی علمی مواد ہے جسے وہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق ترتیب دینا چاہتا ہے تا کہ عوام وخواص فائدہ اٹھا سکیں پر کیا یہ سوچنے جیسا ہی اتنا آسان ہے؟
اگر ایک رسالہ ہی تیار کرنا ہو اتو پہلے قلم اور کاغذ پر آغاز کرنا ہو گا پھر اُسے ٹائپ کروانا ہو گا پھر باری آتی ہے کمپوزنگ کی پھر کور ڈیزائننگ کی اور پھر ہارڈ کاپی آتے آتے ایک لمبا وقت اور کافی مال خرچ کرنا پڑتا ہے جو کہ ہر کسی کے بس کا نہیں۔

اگر صرف الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ہی عام کرنا چاہے تو ایک نیٹورک، ایک پلیٹ فارم کی ضرورت پڑتی ہے جس پر سالوں محنت کرنی پڑے گی ورنہ آپ کے لکھے ہوئے کو صرف گنتی کے لوگ ہی پڑھ سکیں گے۔

دورِ حاضر میں تحریری کام بہت ضروری ہے، یہی اصل سرمایہ ہے۔
کئی موضوعات خالی پڑے ہیں یعنی اُن پر کام ہی نہیں ہو رہا، تقریر کرنے والوں کی کثرت کا عالم آپ جانتے ہیں پر لکھنے والے بہت کم ہیں اور لکھتے ہیں تو اُسے عام کرنے کے جدید ذرائع کا صحیح استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ لکھنے والوں کا ساتھ دیں
اُن کی پریشانیوں کو دور کریں اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔
عبد مصطفیٰ

کیا شادی کے بعد عورت کے دین سیکھنے کا وقت ختم؟

اگر آپ ایسا سوچتے ہیں کہ ایک عورت شادی کر کے مجبور ہو جاتی ہے اور پھر علم حاصل کرنے اور دین سیکھنے کا سلسلہ روک دینا چاہیے تو یہ ہر گز صحیح نہیں۔

اگر شادی سے پہلے لڑکی کے گھر والوں نے دینی ماحول سے دور ہونے کی وجہ سے علم دین نہیں پڑھایا تو اب شادی کے بعد بھی اگر لڑکی کو احساس ہوتا ہے تو محض یہ سوچ کر رک جانا کہ اب میری شادی ہو گئی اور بس کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور بچوں کی دیکھ بھال ہی میری آخری ذمہ داری ہے تو یہ درست نہیں.

اسے چاہیے کہ شادی کو مجبوری نہیں بلکہ اپنے حق میں بہتر جانے۔

اس کا شوہر اس کی کمزوری نہیں بلکہ اس کا ہمسفر اور اس کی طاقت ہے اور اصل سفر تو نکاح کے بعد ہی شروع ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو سنبھالنے کے لیے ہر وقت کوئی موجود ہوتا ہے۔

عورت کو چاہیے کہ شوہر سے علم دین حاصل کرے، اسے جہاں دوسرے کاموں کے لیے راضی کر لیتی ہیں تو اس پر بھی راضی کریں تاکہ آخرت کی کامیابی ساتھ مل کر پا سکیں۔

اگر شوہر پڑھا لکھا دیندار ہو تو اسے چاہیے کہ جس عورت سے نکاح کیا ہے اسے راہ خدا کا مسافر بنائے اور اتنا علم ضرور دے کہ وہ اس راہ سے بھٹک نہ سکے۔

عورت اگر مرد کو دیندار نہ پائے تو اسے دینداری کی طرف بلائے اور مرد کونسی راہ پر جاتا ہے، اس میں عورت کا اہم کردار ہوتا ہے لہذا عورت کو اپنا کردار اچھے سے نبھانا چاہیے۔

شادی کے بعد بھی یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام آپ پر جاری ہوتے ہیں اور ایک دن آپ کو حساب کے لیے حاضر ہونا ہے پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اب علم حاصل کرنے یا دین سیکھنے کی عمر نہ رہی؟

اللہ تعالیٰ عورتوں کو توفیق سے نوازے کہ وہ علم دین کی طرف راغب ہو جائیں اور ساتھ میں اپنے شوہر اور بچوں کو بھی اس جانب لائیں تاکہ اصل کامیابی حاصل کر سکیں۔

عبد مصطفی

حضور کا شجرہ حضرت آدم تک بیان کرنا

بعض مقررین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کرتے ہیں جو کہ احتیاط کے خلاف ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب مبعث النبیِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بیان کیا ہے:

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن کلاب بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (بخاری)

امام ابن حسن بیہقی (متوفی 458ہجری) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں، اللہ تعالیٰ نے جب بھی لوگوں کے دو گروہ کیے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا سو مجھے ماں باپ میں سے ظاہر کیا گیا ہے اور جاہلیت کی بدکاریوں میں سے کسی چیز نے نہیں چھوا، حضرت آدم سے لے کر اپنے باپ اور اپنی ماں تک میں نکاح سے پیدا کیا گیا ہوں، زنا سے نہیں پیدا کیا گیا پس میں اپنی ذات کے لحاظ سے اور اپنے نسب کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں۔

(سنن بیہقی، ج1، ص175)

خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا نسب حضرت آدم تک بیان نہیں فرمایا اور امام بخاری نے عدنان تک کا ذکر کیا ہے، حضرت آدم تک نہیں کیا۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ یہاں تک نسب پر اجماع ہے اور اس کے اوپر بہت اختلاف ہے۔

(نعم الباری، ج7، ص56)

احتیاط یہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام تک بیان نہ کیا جائے۔

عبد مصطفی

یہ عشق ہی ہے

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک مزدور دن بھر اپنی کمر پر بوجھ اٹھا کر کام کرتا ہے اور ایک لوہار اپنی بھٹی میں سر منھ کالا کرنے کے بعد نہایت خوشی سے گھر واپس آتا ہے تا کہ اپنی گھر کی محبوبہ (اپنی بیوی) کو خوش کرے اور سامانِ حیات مہیا کر سکے۔

یہ کاروبارِ حیات جو صبح سے شام تک چلتا ہے، اس میں یہی عشق کا جذبہ کار فرما نظر آتا ہے ورنہ کون ہے کہ جو کسی کی خاطر اپنے آپ کو پریشانی اور مصیبت میں ڈالے۔

یہ سب عشق کی بدولت ہے،

عشق ایک روحانی چیز ہے اور یہ ایسی جنس نہیں کہ جس کو بازار سے خرید لیا جائے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ مال و دولت اور دنیا کی چیزیں سب مردہ ہیں، مگر ان سب کے حصول کی کوشش زندہ لوگوں کے لیے ہوتی ہے۔

(سوز و ساز رومی)

جس گھرانے میں محبت کا جادو چلتا ہے اس کے رہنے والے جنتِ فردوس کی سی زندگی گزارتے ہیں اور کم آمدنی میں خوش و خرم رہتے ہیں۔

یہ عشق کی برکت ہے کہ مال و دولت سے جو چیز خریدی نہیں جا سکتی، اسے پاتے ہیں۔

اگر عشق ہو جو شہوت پرستی سے جدا ہو تو پھر عشق کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا رشتہ ہے جو مال و دولت سے بالاتر ہے۔

اسے اگر ہم مال و دولت کے ترازو میں لاتے ہیں تو اصل لذت باقی نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں راہے عشق کا مسافر بنائے کہ یہ جس راہ میں ہر پست کا بلند، تلخ کا شیریں اور ناکام کا کامیاب بننا کوئی بڑی بات نہیں۔

عبد مصطفی

جہاں جیسے ہو کام کیجیے

آپ جہاں ہیں جس حالت میں ہیں اسی کو غنیمت جان کر کام کیجیے۔
جو نہیں ہے اس کے انتظار میں خالی بیٹھے رہنا درست نہیں ہے بلکہ آج سے آپ کام کریں گے تو پھر آپ کا انتظار وہ شے کرے گی جسے آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ایک مضبوط نظام کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اصولوں کو فراموش نہ کیا جائے اور ہر شخص اپنے حصے کا کام پوری لگن کے ساتھ کرے، اگر دو شعبوں میں کام کرنے والے اپنا شعبہ چھوڑ کر ایک دوسرے کی جگہ لینے کی کوشش میں لگے رہیں گے تو نہ یہ کام ہو گا اور نہ وہ لہٰذا اپنا کام جو آپ کو ملا ہے اسے اچھی طرح کیجیے۔

مثال کے طور پر تحریری کام کرنے والے پوری ایمانداری محنت اور لگن کے ساتھ لکھیں،
جنھیں بولنے کا موقع ملا ہے وہ حق بولیں،
جسے کسی اور جگہ جدوجہد کا موقع ملے تو وہ وہاں قربانی دے اور اسی طرح ایک نظام اچھی طرح برقرار رہتا ہے۔

ہر طرح کے لوگ کہ جن کی قوت ظاہر میں اپنے اپنے شعبوں میں الگ الگ جہت میں کام کرتی ہے پر اصل میں سب ایک دوسرے سے منسلک، ضروری اور ایک دوسرے کے حق میں معاون ہوتی ہیں۔
جس طرح جسم کے ہر حصے کا کام اور کام کرنے کا الگ الگ طریقہ ہے پر سب کی اہمیت جسم میں بالکل واضح ہے کہ ایک کمزور پڑے یا رک جائے تو باقی پر بھی فرق پڑتا ہے۔

علمی، عملی، فکری، فلاحی، اور معاشرتی اور ہر اعتبار سے کام کی ضرورت ہے، آپ کو جس میں جتنا کام کرنے یا مدد کرنے کا موقع ملے پیچھے نہ ہٹیں بلکہ جسم کے کسی ایک حصے کو ہی ٹھیک کرنے کا ذہن بنالیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سے اپنی رضا والے کام لے۔

عبد مصطفیٰ

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتے پیارے

کسی نے کہا ہے:
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتے پیارے یاد آئے گی تمھیں میری وفا میرے بعد
انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز پاس موجود ہو تو اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ نہیں پاتا۔
اس کی قدر جیسی کرنی چاہیے ویسی نہیں کرتا جب جدا ہو جائے تو پھر افسوس کے ہاتھ ملتا ہے۔
عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات ہے کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ۔

انسان نے تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی پھر کوئی بشر کیسے امید رکھے کہ میری اس دنیا میں جیتے جی قدر کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ

وہ کسی نے کہا ہے نا کہ:

دنیا نہیں عیش جاودانی کے لیے
مجلس یہ نہیں مرثیہ خوانی کے لیے

جب ماقدروا اللہ خدا کہتا ہے
کیوں روتے ہو اپنی قدر دانی کے لیے

عبد مصطفیٰ

حضرتِ خدیجہ کی یاد

جن سے پیار ہو ان کی یادیں جب آتی ہیں تو دل پہ گہرا اثر کرتی ہیں۔ حضرتِ خدیجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو لفظوں سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ایک مرتبہ حضرتِ خدیجہ کی بہن حضرتِ ہالہ نے حضور صل اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو ان کی آواز حضرتِ خدیجہ کی آواز سے بہت ملتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرتِ خدیجہ کا اجازت طلب کرنا یاد آگیا اور آپ نے جھرجھری لی (جسم میں ہلکی کپکپی)

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، الحدیث 3821)

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ خدیجہ کی سہیلیوں کا اکرام فرمایا کرتے تھے، ان کے پاس تحفے بھیجتے۔

(الادب المفرد)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خلوص کے ساتھ محبت کی توفیق دے۔

عبد مصطفیٰ

اردو زبان میں ہماری دوسری کتابیں اور رسالے:

بہار تحریر (اب تک 12 حصوں میں)
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟
اذان بلال اور سورج کا نکلنا
عشق مجازی- منتخب مضامیں کا مجموعہ
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو
شب معراج غوث پاک
شب معراج نعلین عرش پر
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت
مقرر کیسا ہو؟
غیر صحابہ میں ترضی
اختلاف اختلاف اختلاف
رمضان اور قضائے عمری نماز
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ
بنت حوا
سیکس نالج
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق
کلام عبید رضا
عورت کا جنازہ
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی

ABOUT US

Abde Mustafa Official Is A Team From **Ahle Sunnat Wa Jama'at** Working **Since 2014** On The Aim To Propagate **Quraan And Sunnah** Through Electronic And Print Media.

We are :

Writing articles, composing & publishing books, running a special **matrimonial service** for Ahle Sunnat

Visit our official website

www.abdemustafa.in

Books Library

books.abdemustafa.in
about 100+ tehqeeqi pamphlets & books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

www.enikah.in
there is also a channel on Telegram
t.me/Enikah (Search "E Nikah Service" on Telegram)

Find us on Social Media Networks :

Subscribe us on YouTube @abdemustafaofficial
like and follow us on Facebook & Instagram @abdemustafaofficial
Join our official Telegram Channel t.me/abdemustafaofficial
Books Library on Telegram t.me/abdemustafalibrary
or search "Abde Mustafa Official" on Google
for more details WhatsApp on **+919102520764**



AMO
Abde Mustafa Official